Al-Azhār

Volume 8, Issue 1 (Jan-June, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/18

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/325

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v8i01.325

Title Moral Justification of Euthanasia: Specialized study of Western Thoughts

Author (s): Sumaira Rabia, Maryam Saleem and Amir Hayat

Received on: 26 June, 2021
Accepted on: 27 May, 2022
Published on: 25 June, 2022

Citation: Sumaira Rabia, Maryam Saleem and Amir Hayat, "Construction: Moral Justification of Euthanasia: Specialized study of Western Thoughts," Al-Azhār: 8 no, 1 (2022): 222-248

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

یو تھینیزیا کا اخلاقی جواز: مغربی افکار کا اختصاصی مطالعہ

Moral Justification of Euthanasia: Specialized study of Western Thoughts

*سمیرا ربیعہ
**مریم سلیم
***عامر حیات

Abstract

Euthanasia is bioethical dilemma. Different countries are struggling for its legalization. The Proponents consider that Euthanasia is against the dignity of human being and everyone has right to relief his pain. They think that human beings have to live a life which is according to the standard of humanity but when a person suffers from a disease which is incurable, his standard of life goes down to a level which is not suitable for a human being. So in such condition they should have the right to end their lives with dignity. This paper basically deals with what is the concept of euthanasia? What is its history and what rationale does its proponents and opponents presents? This research is historical, analytical and descriptive. The views of both parties have been analyzed. The research shows that it is not a new phenomenon. Its roots are found in Greek period. Its proponents take it as a savior of human dignity and freedom. It's the basic right of every human to decide about the end of his life. On the other side the opponents think that it is unethical and we don't have a right to end our life as we are a part of big plan of God.

Key words: Euthanasia, History, Concept, Ethical, Justification

*: اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ، پاکستان

**: پی ایچ ڈی اسکالر، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ، پاکستان

***: اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ، پاکستان

تعارف:

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے جہاں انسانی زندگی کے دیگر شعبوں میں انقلاب برپا کیا ہے وہیں اخلاقیات بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں۔ وہ مسلمہ اخلاقیات جو تمام ادوار میں عالم انسانیت کی اکثریت کی قبول کردہ تھیں اب ان کو بھی بدلا جارہا ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ انسانی تہذیب کے تقریبا تمام اہم ادوار میں خودکشی اور انسانی جان کے خاتمے کو، پھر چاہے وہ کسی بھی مقصد کے تحت ہو برا سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن گزشتہ صدی میں انسانی فہم اور شعور اس حوالے سے بھی تبدیلی کا شکار ہوا ہے۔ دن بدن معروف و مقبول ہوتے رجحان کے تحت اور طبی اغراض و مقاصد کے پیش نظر، زندگی کے مصنوعی خاتمہ کو اب جائز سمجھا جارہا ہے۔ انسانی زندگی پر اب صحت مندی، آزادی و خود مختاری، عظمت و وقار کی بنا پر موت کو ترجیح دی جانے لگی ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں زندگی کے خاتمہ کے لیے خود ساختہ یا دوسروں کی مدد سے زندگی کے خاتمہ کو قانونی جواز فراہم کیا جا چکا ہے۔ اس کے لیے خاص اصطلاح یو تھینیزیا (Euthanasia) استعمال ہوتی ہے۔ یو تھینیزیا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت غیر فطری طرز زندگی کی طرف ایک اور قدم ہے۔ جو انسانی معاشروں کی بقاء کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ انہی مضمرات کے پیش نظر مقالہ ہذا میں یو تھینیزیا کے اخلاقی جواز پر موجود مغربی افکار پر بحث کی گئی ہے تاکہ اس کے قائلین اور عدم قائلین کے دلائل کا تجزیہ کیا جاسکے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

عربی زبان میں قطع حیات بجذبہ رحم پر مقالہ جات اور کتب تحریر کی گئیں۔ ان میں محمد عبد الفتلاح رسلان کا تحریر کردہ مقالہ "حکم قتل الرحمۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ"[1] اور حفیظہ بدر عبد المجید کا "القتل الرحیم وموقف الشریعۃ الاسلامیۃ[2]"، جن میں یو تھینیزیا کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ جابر الشمری کے تحریر کردہ مقالے "القتل الرحیم بین الشریعۃ والقانون"[3] اور سابعی علی کے مقالہ میں "القتل الرحیم بین الشریعۃ الاسلامیۃ والقانون الوضعی"[4] اسلامی شریعت اور موجودہ قوانین میں اس کی حیثیت کو متعین کرنے کے حوالے سے تحقیق کی گئی ہے۔ اردو میں اس موضوع پر خلیل اشرف عثمانی کی تحریر کردہ کتاب "قتل بجذبہ رحم اور دماغی موت"[5] میں خصوصا دماغی موت کے حوالے سے یو تھینیزیا کے بارے میں موجود آراء کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ جبکہ اردو تحقیقی مقالہ جات میں نعمانہ خالد اور محمد اعجاز کا تحریر کردہ مقالہ "قتل ترحم؛ فقہی آراء کا تحقیقی جائزہ"[6]، اور مفتی محمد شمیم اختر قاسمی کا "قطع حیات بہ جذبہ رحم[7] کی شرعی حیثیت شامل ہیں جن میں یو تھینیزیا کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ انگریزی زبان میں یو تھینیزیا پر کئی کتب اور مقالہ جات تحریر ہوئے ہیں جن میں کوہون المگور[8] کی " The

"Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics. Medicine and Law"، میں طبی اخلاقات کی روشنی میں اس کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ روزن بائم کی کتاب[9] کی " Euthanasia: the Moral Issues" میں یو تھینیزیا سے پیدا ہونے والے اخلاقی مسائل پر نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے، باؤر میگلن[10] کی " Final acts. Death, Dying and the Choice We Make." اور جے فین برگ[11] کا مقالہ " In Defence of Moral Rights" میں یو تھینیزیا کے قائلین کی آراء کو شامل تحقیق کیا گیا ہے۔ لیکن ان تمام مقالہ جات میں قطع حیات بجذبہ رحم کے حوالے سے مغربی مفکرین کی آراء کی روشنی میں اس کے اخلاقی جواز کی بحث کو موضوع تحقیق نہیں بنایا گیا۔ جدید دور میں مقبولیت حاصل کرنے والا یہ طبی عمل مغربی سیکولر افکار کا شاخسانہ ہے لہذا مغربی مفکرین کی اس کے جواز اور تصور کے حوالے سے پیش کردہ آراء کا مطالعہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے جسے مقالہ ہذا کا موضوع تحقیق منتخب کیا گیا ہے۔

منہج تحقیق

اس تحقیقی مقالہ میں بیانیہ، تاریخی اور تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ یو تھینیزیا کی اصطلاحی و لغوی بحث پیش کرنے کے بعد اس کی تاریخ کو قبل از مسیح یونانی دور سے موضوع تحقیق بنایا گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ کن صورتوں میں رائج تھا اس کا تحقیقی جائزہ پیش کرنے کے بعد مغربی مفکرین کے ان دلائل کو پیش کیا گیا ہے جو وہ یو تھینیزیا کے حق میں بیان کرتے ہیں۔ مقالہ کے آخر میں فریق مخالف کی آراء کو بھی دلائل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ کے اختتام پر تجزیاتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے نتائج بحث درج کیے گئے ہیں۔ مقالہ میں طوالت سے حتی الوسع گریز کرتے ہوئے بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

قطع حیات بجذبہ رحم (Euthanasia)

قطع حیات بجذبہ رحم کے لیے انگریزی زبان میں مستعمل اصطلاح یو تھینیزیا (Euthanasia) ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو۔ اس کی تکلیف کے خاتمہ کا امکان باقی نہ رہے۔ یا وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے صحت یاب ہونا خارج از امکان ہو تو ایسے شخص کی زندگی کے قصداً خاتمہ کو قطع حیات بجذبہ رحم یا یو تھینیزیا کہا جاتا ہے۔[12] یو تھینیزیا کا لفظ یونانی زبان کے لفظ (Euthanotos) سے ماخوذ ہے۔ Eu سے مراد ہے اچھی اور Thanatos سے مراد ہے موت پس اس کا مطلب ہے اچھی موت۔[13]

آکسفورڈ ڈکشنری (Oxford Dictionary) کے مطابق یو تھینیزیا سے مراد ہے:

> The painless killing of a patient suffering from an incurable and painful disease or in an irreversible coma.[14]

ایسے مریض کی بغیر تکلیف کے موت جو کہ کسی لاعلاج اور تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہو یا کومہ کی ایسی حالت میں ہو جہاں سے صحت یابی کی امید نہ ہو۔

اسی طرح اگر کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا شخص کا علاج ترک کر دیا جائے تو یہ امر بھی یوتھینیزیا کے ضمن میں شمار ہو گا۔لہذا اگر کسی بیماری میں مبتلا یا انتہائی زخمی انسان کو جس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو کسی دوا یا انجکشن کے استعمال سے نسبتاً کم تکلیف دے موت دے دی جائے یا علاج ترک کر دیا جائے تو یہ عمل یوتھینیزیا کہلائے گا۔[15]

معروف میڈیکل ڈکشنری (The American Heritage Medical Dictionary) میں اس کی تعریف کچھ یوں بیان ہوئی ہے:

> The act or practice of ending the life of a person or animal having a terminal illness or a medical condition that causes suffering perceived as incompatible with an acceptable quality of life, as by lethal injection or the suspension of certain medical treatments.[16]

کسی ایسے انسان یا جانور جس کی زندگی مہلک بیماری میں مبتلا ہو یا پھر ایسی طبی حالت میں مبتلا ہو جو بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو اور جو زندگی کے قابل قبول معیار سے میل نہ کھاتا ہو، کی زندگی کو زہریلے انجکشن یا طبی علاج کے انقطاع سے ختم کر دینا۔

انگریزی زبان میں "Euthanasia" کے مترادفات میں "Mercy Killing" (قطع حیات بجذبہ رحم)، "Good death" (اچھی موت) اور "Assisted Suicide" (اعانتی خودکشی) شامل ہیں۔[17] ایک مستند دائرہ ادویہ "Gale Encyclopedia of Medicine" کے مطابق اعانتی یا امدادی خودکشی (Assisted Suicide) سے مراد ایسی خودکشی ہے جس میں انسان اپنے حالات سے تنگ آکر خودکشی کرنا چاہتا ہو مگر اس میں اتنی ہمت یا طاقت نہ ہو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکے یا پھر وہ ایسے طریقے سے ناواقف ہو جو اس کو باآسانی اپنے مقصد میں کامیاب کر سکے۔لہذا وہ اقدام خودکشی کے لیے کسی اور کے سہارے، اعانت یا مدد کا طالب ہو اور اسکے ذریعے اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکے۔[18]

الغرض یوتھینیزیا سے مراد لاعلاج امراض یا مرض الموت میں مبتلا ایسے افراد جن کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو اور جن کو بے پناہ تکلیف اور اذیت کا سامنا ہو، کی زندگی کا مصنوعی طریقہ سے خاتمہ ہے۔اس میں انسان کو طبی ادویات یا انجکشن کی مدد سے بھی زندگی سے محروم کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاج کو روک کر بھی۔رائج الوقت

یو تھینیزیا میں طبی ماہرین متعلقہ شخص یا اس کے خاندان کی رضامندی سے بھی اس کی زندگی کی خاتمہ کرتے ہیں اور اس کے احوال و حالات کا جائزہ لے کر خود بھی اس عمل کی تجویز دیتے ہیں۔

قدیم مغربی مفکرین کی آراء

یونانی دور میں یو تھینیزیا کو اچھی موت کا نام دیا جاتا تھا۔[19] یونانی اس امر کو مکمل طور پر انسانی ارادہ و اختیار پر چھوڑتے تھے کہ وہ بیماری اور تکلیف کے عالم میں چاہے تو اپنی زندگی کو جاری رکھے اور چاہے تو موت کو اختیار کر لے۔ ان کے لیے زیادہ اہم یہ تھا کہ انسان ایسی موت کو اپنائے جو اس کو کم سے کم تکلیف دے۔ ایسی موت ان کے نزدیک زندگی سے بہتر تھی۔[20]

یونانی اور رومی باشندے نہ ختم ہونے والی تکلیف پر موت کو ترجیح دینے کے قائل تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایسی زندگی جو کہ تکلیف سے بھری ہوئی ہو اس کی نسبت موت بہتر ہوتی ہے۔ برطانوی مفکر ایمانیول (Emanuel) اس رومی اور یونانی رویہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> Greeks and Romans preferred “voluntary death over endless agony” and, upon request, physicians frequently gave patients medication to hasten death.[21]

یونانی اور رومی نہ ختم ہونے والی تکلیف پر ارادتاً حاصل کی جانے والی موت کو ترجیح دیتے تھے اور درخواست کرنے پر معالج اکثر مریض کو ایسی ادویات دیتے تھے جس سے ان کی موت جلدی واقع ہو جائے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یونانی مجسٹریٹ باقاعدہ طور پر ان لوگوں کو جو کہ بیماری اور تکلیف کی وجہ سے موت کو قبول کرنا چاہتے تھے، زہریلی جڑی بوٹیاں فراہم کرتے تھے۔ تاکہ ان کی مدد سے وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکیں۔[22]

اگرچہ بعد میں ارسطو جیسے یونانی فلسفیوں نے قطع حیات بجذبہ رحم کی مخالفت کی۔ تاہم قانونی لحاظ سے اس کو جرم تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ رومی قوانین میں یو تھینیزیا یا خودکشی کے حوالے سے قانون سازی موجود نہیں تھی۔ بلکہ اس دور میں مذہب اور عزت کے تحفظ کے نام پر اپنی جان خود لینے کے عمل کو بہادری اور نیکی سمجھا جاتا تھا۔ رومی مفکر سینیکا (Seneca 4 BCE – 65 CE) بھی اس کو جائز سمجھتے تھے۔ وہ اس حق میں تھے کہ انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی موت کا وقت اور طریقہ طے کر سکے۔ وہ اپنی کتاب اخلاقی خطوط لیوسیلئس (Moral Letter to Lucilius) میں مرنے کے حوالے سے اخلاقی ہدایات دیتے پائے جاتے ہیں۔ جن کی رو سے یہ ضروری ہے کہ انسان وقت اور حالات کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے لیے بہتر طریقہ طے کر لے۔

سینکا کے خیال میں انسان کے اس دنیا میں آنے کا ایک ہی طریقہ ہے مگر اس دنیا سے رخصت ہونے کے بے شمار طریقے ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ان میں سے باعزت اور آسان طریقے کو اختیار کرے۔[23]

اگرچہ روم میں مذہب عیسائیت کا آغاز پہلے ہو چکا تھا مگر ریاستی سطح پر اس کو فروغ اور اقتدار اس وقت حاصل ہوا جب رومی سلطنت میں 325 عیسوی میں مسیحیت کو سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد رومی قانون کی ترمیم و تشکیل میں عیسائی تعلیمات نے اہم کردار ادا کیا۔ عیسائی مفکرین میں سے جس نے سب سے پہلے خودکشی کی مخالفت کی وہ سینٹ آگسٹائن تھے۔ ان کے ہم عصر عیسائی مفکرین ایمبروز (Ambrose: 339-397) اور جیروم (Jerome: 345-419) نے بھی اپنی ذات پر ایسے تشدد کی مخالفت کی جو کہ موت کی وجہ بنتا ہو۔ اس دور میں جب کہ رومی سلاطین کے ہاتھوں عیسائیوں کا وسیع پیمانے پر قتل کیا جا رہا تھا[24] تو اس پر تشدد سے بچنے کی خاطر لوگوں میں اپنی زندگی کے آپ خاتمے کا رجحان خاصا زیادہ ہو چکا تھا اور اس طرح کی موت کو وہ شہادت کا نام دیتے تھے۔[25] اسی طرح عیسائی کنواری اور شادی شدہ خواتین بھی اپنی پاکدامنی کی خاطر زندگی کے اپنے ہاتھوں خاتمہ کو ترجیح دیتی تھیں۔ ان کے اس عمل کو گناہ کی بجائے تقویٰ اور پرہیزگاری تصور کیا جاتا تھا۔[26]

سینٹ آگسٹائن نے اس کی شدید مذمت کی۔ ان کا ماننا تھا کہ نہ تو مقدس ادب اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی احکام عشرہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ انسان اگر اپنی زندگی کا آپ خاتمہ کر لے تو پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے پاس توبہ کا موقع باقی نہیں رہتا۔[27] وہ انسان کی آزمائش اور تکلیف کو خدا کی منشا و حکمت کا لازمی جزو قرار دیتے ہیں۔[28] دیگر عیسائی مفکرین جن میں سینٹ تھامس اکیوناس (Thomas Aquinas: 1225-1274) بھی شامل ہیں، سینٹ آگسٹائن کی طرح اپنے ہاتھوں زندگی کے خاتمہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اسی طرح دیگر عیسائی مفکرین بھی اس اسی نقطہ نظر کے حامی تھے۔ مگر زندگی کے اپنے ہاتھوں خاتمے کو لے کر قانون میں کوئی سزا موجود نہ تھی۔ یہاں تک کہ جب قرون وسطیٰ میں کلیسا کو مذہب اور ریاست دونوں سطحوں پر بالادستی حاصل ہو گئی اور کلیسائی قانون (Cannon Law) کو تشکیل دیا گیا۔ کلیسا کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے اثرات یہ مرتب ہوئے کہ رومی قانون کو کلیسائی قانون کے ماتحت ترمیمی عمل سے گزرنا پڑا۔ جس کے نتیجہ میں خودکشی اور یو تھینیزیا کے حوالے سے قانون سازی کی گئی۔ جس کی بنیاد وہ مذہبی تعلیمات قرار پائیں جن کی رو سے انسان کی زندگی چونکہ خدا کی عطا کردہ ہے، زندگی اور موت کا کلی اختیار اسی کو حاصل ہے لہذا زندگی کا از خود خاتمہ اس کے اختیار و اقتدار میں مداخلت تصور ہو گا۔ امریکی مفکر امینڈسن (Amundsen) قرون وسطیٰ میں ہونے والی قانونی اصلاحات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

In 305AD, the Council of Guadix purged from the list of martyrs all who had died by their own hand. Using the pretext of piety, the 348AD Council of Carthage condemned those who had chosen self death for personal reasons and the 363AD Council of Braga condemned and denied proper burial rites for all known suicides. [29]

305 عیسوی میں کونسل آف گاڈیکس نے ان تمام لوگوں کو شہداء کی فہرست سے نکال باہر کیا جنھوں نے اپنی زندگی کو خود اپنے ہاتھوں ختم کیا تھا۔ 345 عیسوی میں کونسل آف کارتھیج نے پاکدامنی کا عذر پیش کر کے مگر ذاتی اغراض کی وجہ سے اپنی جان خود لینے والوں کو مذمت کا نشانہ بنایا۔ اور 363 عیسوی میں کونسل آف براگا نے نہ صرف مذمت کی بلکہ تمام خودکشی کرنے والوں کی مناسب طور پر مروجہ تدفین سے بھی انکار کر دیا۔

قرون وسطی میں انگلینڈ میں کلیسائی قانون کو پہلی دفعہ 673 عیسوی میں لاگو کیا گیا۔[30] وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو رومن قانون کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہاں تک کہ گیارہویں صدی میں فاتح ولیم نے اس کو باقاعدہ اصلاحات کے ذریعے قانون کا حصہ بنایا۔ قانون سازی کے اس عمل کے بعد اپنی زندگی کو خود ختم کرنے والوں کے لیے سزا کو مقرر کیا گیا۔ جس میں سر فہرست لاش کی بے حرمتی، جائیداد کو ضبط کرنا اور میت کی تدفین کے لیے ادا کی جانے والی مذہبی رسومات کا انکار شامل تھا۔[31]

قرون وسطی میں جب کوئی شخص اپنی زندگی کا خود خاتمہ کر لیتا تو اس کے بعد اس کی لاش کو گلیوں میں گھسیٹا جاتا۔ یا پھر اس کے سر کو ایک کھمبے پر رکھ دیا جاتا جو کہ شہر کے دروازے سے باہر واقع ہوتا تھا۔ ایسا اس لیے کیا جاتا تھا کہ وہ دوسروں کے لیے نشان عبرت بن جائے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ اس کی میت کو شہر سے باہر پھینک دیا جاتا اس کی تدفین نہ کی جاتی۔ تاکہ اس کی لاش کو جانور اور پرندے اپنی خوراک بنا لیں۔ یا اس کی لاش کو چوراہے پر دبا دیا جاتا تاکہ وہ لوگوں کے لیے رسوائی اور ذلت کا سامان بن جائے۔ وہ لوگ جو کہ اپنی زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے مگر کسی وجہ سے اس میں ناکام ہو جاتے ان کو بھی سزا دی جاتی۔ اس کو سر عام تذلیل و تحقیر کا نشانہ بھی بنایا جاتا اور بسا اوقات ان کو موت کی سزا بھی دی جاتی۔ ایسے شہریوں سے بہت سختی سے نپٹا جاتا تھا۔[32]

قطع حیات بجذبہ رحم کے تحت دی جانے والی سزاؤں کو انیسویں صدی تک لاگو رکھا گیا۔ اس کے بعد جب بیسویں صدی میں اس کو درست قرار دیا جانے لگا اور انسانی جان پر سب سے زیادہ حق خود انسان کا تصور ہونے لگا تو قانون سازی کے ذریعے ان سزاؤں کو ختم کر دیا گیا جو کہ ایسے افراد کے لئے موجود تھیں جو اپنی زندگی کا خود اپنے ہاتھوں خاتمہ کر لیتے تھے۔[33]

الغرض یونانی اور رومی معاشروں کے برعکس جہاں قطع حیات بجذبہ رحم کو معیوب اور غلط نہیں سمجھا جاتا

تھا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی، قرون وسطیٰ میں یورپ میں اس کے خلاف آواز اٹھائی گئی اور کلیسائی قانون میں اس کی مذمت کی گئی۔ اس سے قبل شہداء میں ان لوگوں کا بھی شمار ہوتا تھا جو اپنی عزت کی حفاظت یا دیگر وجوہات کی بناپر اپنی جان خود لے لیتے تھے۔ مگر سینٹ آگسٹائن وہ پہلے عیسائی مفکر تھے جنھوں نے باقاعدہ طور پر اس امر کی مخالفت کی۔ انھوں نے اس کو احکام خداوندی کے خلاف قرار دیا اور اس کی بھرپور مخالفت کی۔ اس کے بعد آنے والے مفکرین جن میں سینٹ تھامس اکیوناس بھی شامل ہیں انھوں نے اس کو اخلاقی و قانونی لحاظ سے غلط قرار دیا۔ کلیسائی قانون کو رومی سلطنت میں جب رسوخ حاصل ہوا تو اس نے ریاستی سطح پر نافذ قانون میں خودکشی کے خلاف پابندیاں اور سزائیں نافذ کروائیں۔ جن کی رو سے ایسے افراد کی تدفین اور دیگر تدفین کے موقع پر ادا کی جانے والی دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی پر پابندی لگادی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس جرم میں ملوث ہونے والے افراد کی جائیداد کو بھی ضبط کر لیا جاتا۔ ان کی لاش کو بسا اوقات شہر سے باہر چوراہے میں پھینک دیا جاتا تاکہ وہ دوسروں کے لیے نشان عبرت بن سکے۔

یوتھینیزیا کے اخلاقی جواز کے دلائل

1۔معیار زندگی کا تحفظ

موجودہ دور میں جن مباحث نے انسانی شعور کو متوجہ کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جہاں انسانوں کا ایک قابل ذکر حصہ اس کے قانونی جواز کے لیے کوششوں میں مصروف ہے۔ وہیں ایسے طبقات بھی موجود ہیں جو اسے انسانیت کے لیے خطرہ تصور کرتے ہوئے اس کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یوتھینیزیا کے جواز کے جو دلائل دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک زندگی کا معیار (Quality of Life) ہے۔ یوتھینیزیا کے قائلین کے نزدیک بہتر اور معیاری زندگی ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اگر زندگی کا معیار بہت زیادہ پست ہو جائے۔ انسان کی حالت دگرگوں ہو جائے تو پھر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسی زندگی سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔[34] انسان کو بعض اوقات ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب زندگی سے زیادہ موت قابل ترجیح ہوتی ہے۔ لہذا ایسے مواقع پر جب زندگی کا معیار اس حد تک گر جائے کہ انسان موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگے تو پھر زندگی کے خاتمہ (Euthanasia) کا جواز پیدا ہو جاتا ہے۔

زندگی کا معیار مختلف طبقہ ہائے فکر کے نزدیک مختلف مفہوم کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً وہ طبقہ جو زندگی کو مسرت اور تسکین کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے اس کے نزدیک جتنی انسان کو تسکین اور مسرت زیادہ حاصل ہوگی اتنا اس کا معیار زندگی بہتر ہو گا۔ لہذا وہ لوگ جو تسکین اور مسرت کی بجائے زندگی میں تکلیف اور اذیت کو پا رہے

ہوتے ہیں ان کا معیار زندگی منفی ہو چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ طبقہ جو زندگی کے معیار کا پیمانہ خواہشات کی تکمیل کو سمجھتا ہے اس کے نزدیک جتنا کوئی شخص اپنے مقاصد اور خواہشات کو پورا کر رہا ہو گا اتنا اس کا معیار زندگی بلند ہو گا۔ دونوں صورتوں میں یوتھینیزیا کا جواز نکل آتا ہے۔[35]

جواز کے قائلین کے نزدیک وہ انسان جو اس حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے مصنوعی آلات کا سہارا لیا جا رہا ہوتا ہے یا پھر ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ چکے ہوتے ہیں(Persistent Vegetative State)۔ ان کا معیار زندگی اس حد تک گر چکا ہوتا ہے اور وہ اتنی اذیت میں ہوتے ہیں کہ ان کے لیے زندگی سے زیادہ موت قابل ترجیح ہوتی ہے۔[36] کیونکہ معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس سے بیگانہ ہو چکے ہوتے ہیں۔

جو لوگ ہوش و حواس سے بیگانے ہو چکے ہوتے ہیں، ان کے لیے اب معیار زندگی کو برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایسے افراد نہ صرف بستر تک محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بلکہ افعال زندگی کو سرانجام دینے کی صلاحیت بھی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ ایسے افراد جو کسی بیماری کے آخری مرحلے پر ہوتے ہیں اور ان کے ٹھیک ہونے کی امید باقی نہیں رہتی۔ ان کی زندگی کا معیار بھی منفی سطح پر پہنچ چکا ہوتا ہے۔ لہذا ایسے افراد اگر چاہیں تو وہ یوتھینیزیا کے ذریعہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

جو لوگ معیار زندگی کے پست ہو جانے کی صورت میں یوتھینیزیا کو جائز سمجھتے ہیں ان کے خیال میں متحرک یوتھینیزیا(ActiveEuthanasia) بہتر ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کے خاتمہ کے لیے انسان کو ادویات یا علاج سے محروم کر دینے کی بجائے، کسی دوائی یا انجکشن کے ذریعے غیر تکلیف دہ موت دینا بہتر ہو گا۔[37] یہ غلط ہے کہ انسان کو مرنے کے لیے تکلیف دہ حالت میں چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ اس کی زندگی کو ختم کرنے کے لیے متحرک یا فاعل یوتھینیزیا کا سہارا لیا جانا چاہیے۔ اگر موت اخلاقی لحاظ سے درست قرار پائے تو پھر اس کو باسہولت اور آرام دہ بنانا چاہیے۔

آسٹریلیا سے تعلق رکھنے والے فلسفی اور ماہر اخلاقیات پیٹر سنگر(Peter Singer) جو کہ سیکولر نقطہ نظر کے حامل سمجھے جاتے اور جن کا شمار آسٹریلیا کے دس بہترین دانشوروں میں کیا جاتا ہے۔ یوتھینیزیا کے حق میں دلائل دیتے ہیں۔ ان کے مطابق:

> Having chosen death we should ensure that it should come in the best possible way.[38]
>
> موت کا انتخاب کر لیا جائے تو ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ وہ بہترین طریقے سے واقع ہو۔

لہٰذا ان دلائل کے مطابق اگر انسانی زندگی کا معیار پست ہو جائے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ اس معیار میں اضافہ کرنے کی اہلیت سے محروم ہو چکا ہے تو پھر وہ مزید اس زندگی کو جاری رکھنے سے انکار کر دے اور موت کو گلے لگالے۔ خواہشات کی تکمیل کے قابل نہ رہنا بے پناہ اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہونا، دوسروں کا محتاج ہو جانا یہ تمام عوامل انسان کی زندگی کے معیار کو منفی سطح پر لے جاتے ہیں جہاں اس کی زندگی کے خاتمہ کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

2۔وسائل کا بہتر استعمال

یو تھینیزیا کے جواز کے لیے جو دوسری دلیل دی جاتی ہے وہ ہے وسائل کا درست استعمال (Use of Resources)۔[39] اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو ناقابل علاج قرار دیئے جا چکے ہوں یا جن کی صحت یابی کی امید ختم ہو چکی ہو۔ جو لوگ جسمانی یا ذہنی لحاظ سے ایسی معذوری کا شکار ہوں جس کا علاج ممکن نہ ہو تو ایسے افراد معاشرہ پر بوجھ ہوتے ہیں۔ ان پر صرف ہونے والے وسائل در حقیقت ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔[40] جبکہ وسائل کا درست استعمال وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ایسے افراد جو معاشرہ پر بوجھ ہوں ان کی بجائے وہ افراد جو کہ معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان پر وسائل صرف کیے جائیں۔ لہٰذا ان افراد پر وسائل صرف نہیں کیے جانے چاہیں جن کے صحت مند ہونے کی امید باقی نہ رہی ہو۔ ایسے لوگوں کی تکلیف کے خاتمہ کے لیے اور معاشرہ کے وسائل کے درست استعمال کے لیے یو تھینیزیا کو درست اور قانونی قرار دیا جانا چاہیے۔

پیٹر سنگر البرٹ (Peter Singer Albert) یو تھینیزیا کے جواز کی یہ دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> When the death of a disabled infant will lead to the birth of another infant for the better prospect of happy life, the total amount of happiness will be increased if the disabled infant is killed.[41]

جب ایک معذور بچے کی موت خوشحال زندگی کے حصول کی خاطر ایک صحت مند بچے کو جنم دے گی تو اس سے معاشرے کی خوشی میں مجموعی طور پر اضافہ ہو گا اگر معذور بچے کی زندگی کو ختم کر دیا جائے۔

وہ افراد جو PVS (Persistent Vegetative State) حالت میں ہوتے ہیں ان کے اوپر اٹھنے والے اخراجات کا تخمینہ بہت زیادہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ایسے ایک فرد پر ایک سال میں تقریبا 2لاکھ پچاس ہزار ڈالر خرچ ہو جاتے ہیں۔[42] ان افراد کے خیال میں چونکہ ایسے خرچ کا خاطر خواہ کوئی فائدہ بھی نہیں ہوتا

کیونکہ ان افراد کے صحت یاب ہونے کی امید نہیں ہوتی۔ایسی صورتحال میں یوتھینیزیا کے قائلین یہ تجویز کرتے ہیں کہ ایسے افراد پر خرچ کرنے کی بجائے وسائل کا کہیں اور استعمال کیا جانا چاہیے اور ان کو تکلیف دہ زندگی سے نجات دے دینی چاہیے۔

الغرض یوتھینیزیا کے جواز کے قائل افراد کے خیال میں یہ بہت اہم ہے کہ ہم وسائل کے مفید اور درست استعمال کو مدنظر رکھیں۔ وہ لوگ جو دائمی اور لاعلاج امراض میں مبتلا ہوتے ہیں اور علاج کی صورت میں ان کی صحت یابی کی کوئی امید باقی نہیں ہوتی ایسے افراد کی صحت کی بحالی، علاج اور زندگی کو برقرار رکھنے پر استعمال ہونے والے وسائل کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ یہ ایک طرح کا ضیاع ہے۔لہذا بہتر ہے کہ ان وسائل کے بہتر استعمال کی خاطر ان کو کہیں اور صرف کیا جائے اور ایسے افراد کو تکلیف سے نجات دلانے کے لیے یوتھینیزیا کے تحت ان کی زندگی کا مصنوعی طریقے سے خاتمہ کر دیا جائے۔

3۔فطری آزادی وخود مختاری

یوتھینیزیا کے جواز کے لیے اس کے قائلین جو تیسری دلیل پیش کرتے ہیں وہ ہے انسان کی آزادی اور خود مختاری(Personal Autonomy)۔ان کے نزدیک انسان فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے اس کو اپنی زندگی کے تمام فیصلے لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ وہ اپنی زندگی کس طرح گزارے گا۔[43] کیونکہ جس طرح سے اس کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کس طرح گزارے اسی طرح سے وہ یہ حق بھی رکھتا ہے کہ جب اور جس طرح چاہے وہ اس زندگی کا خاتمہ کر سکے۔

1948 میں شائع کئے جانے والے انسانی بنیادی حقوق کے چارٹر (Universal Declaration of Human Rights) کے مطابق:

> 'The foundation of freedom, justice and peace in the world' is the recognition of the inherent dignity and of the equal and inalienable rights of all members of the human family. Everyone has the right to live and all are equal before law and are entitled without any discrimination to equal protection of the law.[44]

دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد انسان کی موروثی عظمت اور ناقابل جدا حقوق کو قبول کرنے میں ہے۔ ہر کسی کو زندہ رہنے کا یہ حق حاصل ہے اور سب قانون کے سامنے برابر ہیں۔ان سب کو بغیر کسی تفریق کے قانون کا تحفظ حاصل ہے۔

زندگی اور موت کے بنیادی انسانی حقوق کی مزید وضاحت 1966 میں لاگو کیے جانے بین الاقوامی

معاشرتی اور سیاسی حقوق کے آرٹیکل 6 کی رو سے کچھ یوں ہوتی ہے:

> Every human being has the inherent right to life. This right shall be protected by law. No one shall be arbitrarily deprived of his life.[45]

ہر انسان کو پیدائشی طور پر زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ اس حق کو قانونی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ کسی کو بھی یکطرفہ طور پر اس حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

چونکہ زندگی کا تحفظ اس کا بنیادی حق ہے۔ دنیا میں کوئی بھی شخص اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کی زندگی کو بغیر کسی وجہ کے ختم کر سکے۔ لیکن اگر کوئی شخص زندگی کی بقا کے اپنے بنیادی حق سے دستبردار ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اس کی زندگی کو ختم کر سکیں۔ لہذا یوتھینیزیا کے عمل کے دوران دراصل وہ فرد اپنے اسی بنیادی حق سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ اس کو ایسا کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے اس بنیادی حق سے اپنی مرضی سے دستبردار ہو رہا ہوتا ہے۔

ڈیرک ہمفری[46] (Derek Humphry) اپنی کتاب "Right to Die" میں لکھتے ہیں:

> There is a common presumption that there is a ' right to die', in the sense of an autonomous right to choose the time and manner of one's death and that an appeal to this right will be sufficient ground for legalizing euthanasia.[47]

یہ ایک عام مفروضہ ہے کہ انسان کو مرنے کا حق حاصل ہے اس طرح کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے مرنے کے طریقے اور وقت کو منتخب کرنے کا حق رکھتا ہے اور اس حق کا تقاضا ہی یوتھینیزیا کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے کافی ہو گا۔

اس نقطہ نظر کے حامل افراد اپنے موقف کی دلیل حقوق و فرائض کے باہمی تعلق کو بناتے ہیں اور پھر اس کی مدد سے امدادی اور غیر امدادی، ارادی اور غیر ارادی ہر طرح کے یوتھینیزیا کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک چونکہ حقوق و فرائض کا تصور ایک دوسرے کے بغیر ناگزیر ہے لہذا جب کوئی شخص اس حق کا حامل ہو گا کہ وہ اپنی زندگی کو اپنی مرضی سے ختم کر سکے تو کسی اور شخص کے اوپر یہ فرض ہو جائے گا کہ وہ اس کی اس فعل میں مدد کرے۔

جے ڈونلڈ (J. Donald) جو کہ ایک طبی ماہر ہیں اور میکگل یونیورسٹی میں ایک محقق اور استاد کی حیثیت سے موجود ہیں اپنے تحقیقی مقالہ میں اس کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں:

> When there is a right, there is an obligation; therefore, were a "right to die" to exist, a logical consequence would be that some other person or agent would have a duty to inflict death

(especially if the requisitioner were physically incapable of accomplishing the act themselves)[48]

جب بھی حق ہوتا تو وہ لازم بھی ہوتا۔ اس لیے جب زندگی کے خاتمے کا حق موجود ہے تو اس کا عقلی نتیجہ یہ ہے کہ کسی اور انسان یا ایجنٹ پر یہ فرض عائد ہوتا ہو گا کہ وہ اس کی زندگی کو ختم کر دے۔ خاص طور پر اس وقت جب خواہشمند افراد جسمانی طور پر یہ عمل خود انجام دینے کے اہل نہ ہوں۔

اس نقطہ نظر کے مطابق حکومت کو اتنا اختیار حاصل نہیں کہ وہ کسی شخص کی زندگی میں مداخلت کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا ماسوائے اس حالت کے جب اس کے اس فعل سے کوئی اور متاثر ہو رہا ہو۔ کسی شخص کی زندگی کے خاتمے سے اگر کوئی شخص جسمانی لحاظ سے متاثر ہو رہا ہو تو اس کو روکنے کا جواز پیدا ہوتا ہے مگر ذہنی یا جذباتی لحاظ سے متاثر اگر کوئی ہو رہا تو ایسی صورت میں مداخلت کی گنجائش نہیں نکلتی۔ لہذا جب کوئی شخص کسی دوسرے کو جسمانی لحاظ سے متاثر کیے بغیر اپنی زندگی کے خاتمہ کا حق رکھتا ہو تو یوتھینیزیا کا جواز پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی بنیادی حق کو کوہن الماگور (Cohan Almagor) جو کہ ایک یہودی ماہر اخلاقیات، قانون دان اور فلسفی ہیں اپنی کتاب "*The Right to Die with Dignity*" میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

The principle of respect for autonomy tells us to allow rational as to live on freely according to their own autonomous decision free from coercion and interference, but if rational autonomously choose to die then respect forautonomy will lead us to assist todo as they choose.[49]

خود مختاری کو اہمیت دینے کا اصول ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم عاقل لوگوں کو رضامندی اور آزادی کے ساتھ جینے کا حق عطا کریں جو کہ جبر اور مداخلت سے مبرا ہو۔ لیکن اگر کوئی عاقل برضا و رغبت موت کا انتخاب کرے تو اس کی خود مختاری کو اہمیت دینے کا اصول ہمیں اس بات کی طرف لے جاتا ہے کہ ہم اس میں ان کی مدد کریں جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔

ان کے مطابق اگر ذاتی خود مختاری کے ساتھ ساتھ بطور خاندان خود مختاری (Family Autonomy) کو مد نظر رکھیں تو اس سے نہ صرف ارادی بلکہ غیر ارادی یوتھینیزیا کا جواز بھی فراہم ہو جاتا ہے۔[50] کیونکہ جس طرح ایک انسان کو اس کی ذاتی خود مختاری اس بات کا حق دیتی ہے کہ وہ اپنی زندگی اور موت کے بارے میں فیصلہ کر سکے اسی طرح اس کی خاندانی خود مختاری اس کے قریبی رشتہ داروں کو یہ حق دیتی ہے کہ جب وہ اس حالت میں نہ ہو کہ وہ خود اپنے بارے میں فیصلہ لے سکے تو وہ اس کے بارے میں ایسا فیصلہ کر سکتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہو۔ لہذا اس کے خاندان کے افراد اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ وہ اس کی زندگی کو ختم کرنے کا فیصلہ لے لیں اس صورت میں

جب زندگی اس کے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ یا اذیت ناک ہو جائے۔ اس سے غیر ارادی (Involuntary Euthanasia) کا جواز فراہم ہو جاتا ہے۔

المختصر ان دلائل کی بنیاد پر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان کی بنیادی آزادی و خود مختاری، اس کے جینے کا حق اس کو اس بات کا جواز فراہم کرتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنی زندگی گزارے۔ جب اور جیسے چاہے موت کو قبول کر لے۔ زندگی اور موت کے اس بنیادی حق سے اس کو کوئی محروم نہیں کر سکتا۔ چونکہ یو تھینیزیا اس کو اس بنیادی حق کی فراہمی کا ایک ذریعہ ہے لہذا اس کو بھی غیر قانونی قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی اس پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

4۔ بنی نوع انسان کا تقدس اور عظمت

یو تھینیزیا کے جواز کے دلائل میں سے ایک اور دلیل "انسان کا تقدس اور عظمت" (Human Dignity) کا حامل ہونا ہے۔ چونکہ ہر انسان بنیادی طور پر معاشرے کا باعزت فرد ہے۔ اس کی زندگی کو تقدس حاصل ہے۔ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کو باعزت طریقے سے گزارے۔ لیکن وہ افراد جو کسی بیماری یا معذوری کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ وہ اپنی زندگی کے تقدس اور وقار کو برقرار رکھ پائیں تو ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیں۔ کیونکہ یہ انسان کی عظمت اور وقار کے خلاف ہے کہ وہ ایسی تکلیف دہ اور اذیت ناک زندگی گزارے جو محرومی اور محتاجی کا شکار ہو چکی ہو۔ اسی بنیادی حق کی بدولت وہ یو تھینیزیا کی مدد سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر کے دراصل اپنے تقدس اور وقار کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کا یہ فعل غلط یا جرم نہیں کہلا سکتا۔

امریکی فلسفی اور دانشور لوئس پال پوجمین (Louis Paul Pojman) جو کہ سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں اپنی کتاب "Life and Death" میں یو تھینیزیا کے حق میں دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> Watching a person suffering excruciating pain, or who is in a persistent vegetative state offend the sensibilities of his relations, friends, associates and anyone who knew that individual while active, therefore allowing the individual to remain in such a sub-human condition is incompatible with human dignity.[51]

ایک انسان جو کہ انتہائی تکلیف دہ حالت میں مبتلا ہو یا مکمل طور پر طبی آلات پر اس کی زندگی کا انحصار ہو، اس کو ایسے ہی رہنے دینا دراصل اس کے رشتے داروں، دوستوں یا جو کوئی بھی اس سے واقف ہو ان کی سمجھ داری پر شک کرنا ہے۔ اس لیے ایک فرد کو ایسی حالت میں پڑے رہنے دینا انسانی عظمت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

لہذا انسان کا انتہائی تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہونا یا لاعلاج بیماری کا شکار ہو جانا اس کے لیے یو تھینیزیا کا جواز فراہم کر دیتا ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا بیان کردہ حالات میں انسان اپنی زندگی کے تقدس کو برقرار رکھنے کی

حالت میں نہیں ہوتا۔ اس کی محرومی اور تکلیف کا ازالہ صرف اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرلے۔ کیونکہ انسانی عظمت کی سطح سے گری ہوئی زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ انسان موت کو اپنالے۔

5۔ تکلیف سے نجات بنیادی حق

یوتھینیزیا کے جواز کے حق میں ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ تکلیف اور اذیت سے نجات ہر انسان کا حق ہے۔ یہاں تک کہ تکلیف سے نجات کی خاطر وہ موت کو بھی گلے لگا سکتا ہے۔[52] کوئی شخص کسی انسان کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ تکلیف میں مبتلا رہے۔ تکلیف کے خاتمہ کے لیے انسان طبی علاج کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لیکن اگر اس کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جس میں وہ بہت زیادہ تکلیف کا شکار ہو اور اس تکلیف کے مستقل خاتمے کا بھی کوئی امکان نہ ہو تو ایسے شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس تکلیف سے نجات کے لیے جو چاہے کرے۔ یہاں تک کہ اپنی زندگی کا خاتمہ بھی کرنے کا اس کو حق ہوتا ہے۔ یہ انسانیت نہیں ہے کہ ہم ایسے انسان کو تکلیف میں مبتلا رہنے دیں۔ اس کی تکلیف اس کے عزیز و اقارب کے لیے بھی تکلیف کی وجہ بن رہی ہوتی ہے۔ اس کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی تکلیف کے خاتمہ کے لیے یوتھینیزیا کا سہارا لے لے۔

مشہور فلسفی جان ہارڈوگ (John Hardwig) جو کہ یوتھینیزیا کے پرجوش حامی ہیں اور انسان پر لازم قرار دیتے ہیں کہ وہ تکلیف دہ بیماری کی حالت میں اپنی زندگی کا خاتمہ کرلے۔ اس بارے میں لکھتے ہیں:

> Terminally ill patients may have a duty to die when the burden of caring seriously compromises the lives of those who love him.[53]

ناقابل علاج مریضوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو ختم کرلیں کیونکہ ان کی نگہداشت کے عمل کا بوجھ ان افراد کی زندگیوں پر پڑتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس بات کے بھی امکانات موجود ہوتے ہیں کہ ایسے افراد کے اہل خانہ نہ صرف ذہنی بلکہ جسمانی طور پر بھی ان کی بیماری اور تکلیف سے متاثر ہو جائیں۔ جب وہ ایسے بیمار اور انتہائی تکلیف میں مبتلا فرد کی تیمارداری کر رہے ہوں گے تو نہ صرف وہ اس کی تکلیف کو ذہنی طور پر محسوس کر رہے ہوں بلکہ خود بھی اسی تکلیف سے گزر رہے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کی اپنی زندگی بلکہ گھر کے دیگر افراد بھی متاثر ہو جائیں یہاں تک کہ ان کے بیمار ہونے کے امکانات بھی موجود ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے ناقابل علاج افراد یا مرض الموت میں مبتلا افراد کے لیے یوتھینیزیا کا جائز ہونا نہ صرف ان کے لیے بھی بلکہ ان کے اہل خانہ کے لیے بھی سہولت اور تکلیف سے ازالہ کا باعث بنتا ہے۔

سر اسٹیفن ہاکنگ(Stephen Hawking)[54] جو کہ ایک مشہور ماہر طبیعیات ہیں اسی نقطہ نظر کے حامی ہیں۔ ان کے مطابق:

> I think those who have a terminal illness and are in great pain should have the right to choose to end their lives and thosethat help them should be free from prosecution. We don't let animals suffer, so why humans.[55]

میرے نزدیک ان لوگوں کو جو مہلک امراض میں مبتلا ہوں یا جو بے پناہ تکلیف کا شکار ہوں ان کو اپنی زندگی کے خاتمہ کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ جو ان کی مدد کریں ان کو قانون سے تحفظ دیا جانا چاہیے۔ جب ہم جانوروں کو تکلیف میں رہنے نہیں دیتے تو پھر انسانوں کے ساتھ ایسا کیوں؟

6۔ انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت

یو تھینیزیا کے جواز کے حامل افراد کا یہ بھی ماننا ہے کہ یو تھینیزیا کے تحت زندگی کا خاتمہ بعض اوقات ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یہ معاشرتی ضرورت بن جاتی ہے۔ اس کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسا کہ انسانی زندگی کے بیمہ کی ۔کیونکہ جس طرح بیمہ آپ کو مشکل وقت میں تکلیف سے بچاتا ہے اور مددگار ثابت ہوتا ہے بالکل اسی طرح یو تھینیزیا کے ذریعے بھی انسان کو تکالیف سے نجات ملتی ہے۔ یہ بھی مشکل وقت میں ایک سہارے کا کام دیتا ہے۔

کوہن آلماگور(Cohen Almagor)لکھتے ہیں:

> Legalizing Euthanasia and assisted suicide is a necessary as insurance that will ensure that no one dies in painful agony or unremitting suffering.[56]

یو تھینیزیا اور امدادی خودکشی کو قانونی جواز فراہم کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ بیمہ پالیسی کیونکہ اس سے یہ یقینی بنایا جاتا ہے کہ کوئی بھی تکلیف اور اذیت کی موت نہ مرے یا پھر نہ قابل علاج تکالیف کا شکار ہو۔

الغرض یو تھینیزیا کے قائلین کے نزدیک انسان کو تکلیف سے نجات کے بنیادی حق کی فراہمی میں مددگار ثابت ہوتا ہے لہذا اس کو قانونی طور پر جائز قرار دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کا جان لیوا اور تکلیف دہ امراض کا شکار ہو جانا اور پھر علاج کی امید بھی نہ ہونا نہ صرف مریض بلکہ اس کے اہل و عیال کے لیے بھی تکلیف اور پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

یو تھینیزیا کے جواز کی مخالف آراء

1۔ انسانی جان کا تقدس

یو تھینیزیا کے جواز کے خلاف جو دلائل دیئے جاتے ہیں ان میں سے سب سے پہلا زندگی کا تقدس

(Sanctity of Life) ہے۔[57] اس دلیل کی بنیاد مذہبی اور اخلاقی تعلیمات ہیں۔ یہ تصور کہ زندگی مقدس ہے اور ہر حال میں اس کے تقدس کو برقرار رکھا جانا چاہیے اس دلیل کی بنیاد ہے۔[58] اس نقطہ نظر کے حامل افراد یہ مانتے ہیں کہ زندگی کا معیار چاہے کتنا ہی ابتر کیوں نہ ہو جائے انسان کی حالت چاہے کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو زندگی کا تقدس ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔[59] تمام جانداروں کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔چاہے ان کی زندگی کسی کے لیے فائدہ مند ثابت ہو یا نہ ہو۔

مذہب پر یقین رکھنے والوں کا ماننا ہے کہ کسی شخص کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ وہ ارادی یا غیر ارادی یوتھینیزیا کے ذریعے کسی کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ زندگی خدا کا دیا ہوا عطیہ ہے لہذا اس کی حفاظت ضروری ہے۔ اس کو خدا کی رضا کے بغیر اپنی سہولت کی خاطر ختم نہیں کرنا چاہیے۔وہ لوگ جو زندگی کے تقدس پر یقین رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ زندگی کے خاتمہ سے بچنا چاہیے۔

مشہور سماجی کارکن مدر ٹریسا(Mother Teresa)[60] کہتی ہیں:

> For me life is most beautiful gift of God to mankind. Therefore people and nation who destroy life by abortion or euthanasia are the poorest. I do not say legal or illegal. I think that no human hand should be raised to kill life since life is God's life in us.[61]

میرے لیے زندگی خدا کا انسانیت کے واسطے سب سے انمول تحفہ ہے۔ اس لیے لوگ اور اقوام جو زندگی کو تباہ کرتے ہیں ابارشن (Abortion) یا یوتھینیزیا کے ذریعے وہ غرباء ہیں۔ میں ان کو قانونی یا غیر قانونی نہیں کہوں گی۔میرے خیال ہے کہ کوئی بھی انسانی ہاتھ زندگی کے خاتمہ کے لیے نہیں اٹھنا چاہیے کیونکہ ہماری زندگی دراصل خدا کی زندگی ہے۔

لہذا کوئی بھی زندگی جو چاہے ابھی ماں کے پیٹ میں ہے یا دنیا میں وجود پا چکی ہے مقدس ہے اس کو ختم کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔اس کی جان لینا اخلاقی لحاظ سے غلط ہے۔

2۔ مفید تکالیف کا تصور

اس کے خلاف دوسری دلیل "مفید تکالیف"(Valuable Sufferings) ہیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان کو حالت مرگ یا زندگی کے اختتام پر جو تکالیف ملتی ہیں وہ اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے اس کا امتحان ہوتا ہے۔ یہ خدا کی جانب سے ان کا مقدر ہوتی ہیں۔[62] جبکہ کیتھولک نقطہ نظر کے مطابق یہ تکالیف دراصل انہی تکالیف کا تسلسل ہیں جو حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر سہی تھیں۔ ہر شخص جب حالت مرگ میں یا بیماری کی حالت میں ان تکالیف سے گزرتا ہے تو دراصل وہ اسی عمل سے گزر رہا ہوتا ہے جن سے یسوع مسیح گزرے

تھے۔ یہ تکالیف انہی تکالیف کا حصہ ہیں۔ یہ تکالیف اور تجربات دراصل اس کو حضرت عیسیٰؑ کی سیرت کے قریب کر دیتے ہیں۔ [63]

جب ہم اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں تو دراصل ہم اس کو اس پلان سے محروم کر دیتے ہیں جو خدا نے اس کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے۔ ہم خدا کے عمل میں مداخلت کرتے ہیں۔ ہم اس کو اس تجربے سے بھی محروم کر دیتے ہیں جو اس کو حضرت عیسیٰؑ کی سیرت کے قریب لے کر جاتا ہے۔لہذا موت کو طبعی ہونا چاہیے۔ کسی بھی مصنوعی طریقہ کو استعمال کر کے زندگی کو نہ تو ختم کرنا چاہیے اور نہ ہی محدود۔

1980 میں یو تھینیزیا کے حوالے سے شائع کئے جانے والے کیتھولک اعلان کے مطابق:

> No one is permitted to ask for this act of killing, either for himself or herself or for another person entrusted to his or her care, nor can he or she consent to it, either explicitly or implicitly, nor can any authority legitimately recommend or permit such an action. For it is a question of the violation of divine law, an offence against the dignity of the human person, a crime against life and an attack on humanity.[64]

کسی کو بھی اپنی یا کسی ایسے شخص کی جو نگہداشت کے لیے اس پر انحصار کرتا ہو اس کی زندگی کے خاتمہ کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ نہ ہی ان کو واضح طور پر یا اشارۃ ایسی رضامندی ظاہر کر سکتا ہے۔ نہ ہی کسی بااختیار شخص یا ادارے اسے قانونی لحاظ سے تجویز کر سکتا ہے اور نہ ہی ایسے فعل کی اجازت دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خدائی قانون کی خلاف ورزی ہے، انسان کی عظمت کے خلاف اور انسان کی زندگی کے لیے جرم اور اس پر حملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

الغرض یو تھینیزیا کے ذریعے زندگی کا خاتمہ دراصل خود کو عطیہ خداوندی سے محروم کر دینا ہے۔ زندگی کے اختتام پر ملنی والی تکالیف دراصل انسان کے خدا کے قریب کر دیتی ہیں جب ہم مصنوعی طریقہ سے زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں تو پھر ان کی حکمت و فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

3۔ غیر قانونی اور غیر اخلاقی استعمال

یو تھینیزیا کے جواز کے خلاف جو تیسری دلیل دی جاتی ہے وہ یہ ہے اس کے غلط استعمال کا ڈر (Slippery Slope argument or wedge argument) اس سے مراد یہ ہے کہ اگر یو تھینیزیا کو قانونی طور پر درست یا جائز قرار دے دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بسا اوقات جب یو تھینیزیا کی ضرورت نہیں بھی ہو گی تب بھی لوگ اپنی زندگی کا خاتمہ اس کے تحت کر لیں گے۔ [65]

جب طبی ماہرین وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے یو تھینیزیا کو سر انجام دینے لگیں گے تو پھر ان کو مریض

سے اجازت کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہو گی۔ اگر اخلاقی بنیادوں پر بھی اس کی اجازت دی جائے تو اس کا نتیجہ غیر اخلاقی کاموں کی صورت میں نکلتا ہے۔ عمر رسیدہ لوگ اس کی قانونی حیثیت اختیار کر لینے کے بعد ایک خاص قسم کا دباؤ خود پر محسوس کریں گے۔ کہ چونکہ اب وہ عمر کے اس حصے میں داخل ہو چکے ہیں جہاں ان پر خرچ کرنا سود مند ثابت نہیں ہو سکتا۔ ان کی بحالی صحت کی کوئی امید نہیں لہذا انہیں اس عمل کو اپنا لینا چاہیے۔ یا پھر وہ لوگ جو عمر رسیدہ ہیں دولت مند ہیں ان کے اوپر اس چیز کا دباؤ ہو گا کہ وہ اپنی دولت اپنے اوپر خرچ کرنے کی بجائے اسے اپنے اہل وعیال اور وارثوں کے لیے چھوڑ دیں۔ کیونکہ ان کے اوپر لگنے والی دولت اس طرح منافع بخش ثابت نہیں ہو سکتی جس طرح ان کے وارثین کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گی۔ ہو سکتا ہے ایسے افراد زندہ رہنا چاہتے ہوں مگر معاشرہ میں جب یہ عمل بہت زیادہ فروغ پا جائے تو پھر وہ دباؤ کے تحت اس عمل کو اپنانے پر مجبور ہو جائیں۔ لہذا یو تھینیزیا کو قانونی سہارا مل جانا ان کی انفرادی آزادی کے خلاف ثابت ہو گا۔ کیونکہ جب وہ اپنی رضا کے بر خلاف معاشرتی دباؤ کے تحت اس عمل کو اپنانے پر مجبور ہوں گے تو اس سے ان کی آزادی وخود مختاری کو ٹھیس پہنچے گی۔

جوناتھن گلوور (Jonathan Glover) جن کا تعلق برطانیہ سے ہے اور وہ ایک مشہور فلسفی اور ماہر اخلاقیات ہیں۔ اس موقف کو یوں پیش کرتے ہیں:

> I have no way of refuting someone who holds that being alive, even though unconscious, is intrinsically valuable. But it is a view that will seem unattractive to those of us, who in our own case, see a life of permanent coma as in no way preferable to death. From the subjective point of view there is nothing to choose between the two.[66]

میرے پاس ایسے لوگوں کے لیے انکار کا کوئی جواز نہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں کہ چاہے انسان کومہ کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو مگر اس کی زندگی پھر بھی قیمتی ہے۔ لیکن یہ نقطہ نظر ان لوگوں کے لیے غیر متاثر کن ہے جو کہ کومہ کی حالت کو کسی بھی طرح موت پر ترجیح دینے کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن موضوعی نقطہ نظر سے ان دونوں میں سے کسی کو چننے کا کوئی جواز نہیں۔

لہذا زندگی چاہے کتنی ہی اذیت ناک اور تکلیف دہ کیوں نہ ہو۔ انسان چاہے مکمل طور پر دوسروں کا محتاج ہو جائے کسی کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی زندگی کو مصنوعی طریقے سے ختم کرنے کا فیصلہ کرے۔ اسی طرح اگر غیر ارادی یو تھینیزیا کو قانونی حیثیت حاصل ہو جائے جس میں مریض کی رضامندی ضروری خیال نہیں کی جاتی تو اس کے نتائج یہ بھی نکل سکتے ہیں کہ ڈاکٹر بغیر مریض یا اس کے خاندان سے رابطہ کیے خود ہی مریض کے مستقبل کا فیصلہ کرنے لگ جائیں۔

4۔ جدید طبی سہولیات کی دریافت اور فراہمی

یوتھینیزیا کے مخالفین اس کے خلاف جو دلائل دیتے ہیں ان میں سے ایک جدید طبی سہولیات کی دریافت ہے۔[67] ایسے لوگ جن کو یوتھینیزیا کا شکار ہونا پڑ رہا ہے ان کو انکے مقررہ وقت سے پہلے ہی زندگی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ان کو علاج معالجہ سے محروم کر دیا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں وہ اس علاج کی بدولت صحت یاب ہو سکیں۔ یا پھر ایسے علاج سے محروم کر دیا جو ان کو عارضی طور پر ہی سہی مگر تکالیف اور درد سے نجات دلا سکتا ہے۔[68] موجودہ دور میں Palliative care or end of life care میں اس حد تک ترقی ہو چکی ہے تو انسان کو ادویات اور آلات کی بدولت تکلیف سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔ لہذا وہ لوگ جو یوتھینیزیا کو اس لیے جائز سمجھتے ہیں کہ انسان کی تکلیف کا خاتمہ ہو سکے ان کے لیے ایک جائز اور متبادل راستہ موجود ہوتا ہے۔ اس کی موجودگی میں وہ یوتھینیزیا کو اختیار نہیں کر سکتے۔

بیرچ براڈی (Baruch Brody) جو کہ امریکی ماہر حیاتیاتی اخلاقیات ہیں اور جن کا شمار ان اولین افراد میں ہوتا ہے جنھوں نے اخلاقیات کے حوالے سے کام کیا۔ یوتھینیزیا کے عدم جواز کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> The pain and suffering at the end of life can be controlled in almost all cases to a level that is satisfactory to the patient, and, that the few patients whose pain cannot be adequately controlled do not justify the legislation of euthanasia.[69]

زندگی کے اختتام پر ملنے والی تقریباً تمام تکالیف کو اس حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے جو کہ مریض کے لیے اطمینان بخش ہوتا ہے۔ اور وہ چند لوگ جن کی تکلیف کو تسلی بخش حد تک کم نہ کیا جا سکے یوتھینیزیا کو قانونی جواز فراہم نہیں کرتے۔

پس جب کہ موجودہ دور میں طبی میدان میں اس حد تک ترقی ہو چکی ہے کہ انسان کی تکلیف کو کافی حد تک کم کیا جا سکے تو تکلیف کی بنا پر یوتھینیزیا کو جائز قرار دینا درست نہیں ہے۔ یہاں تک کہ معیار زندگی والی دلیل کی بنیاد پر بھی یوتھینیزیا کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ان طبی سہولتوں اور علاج کے طریقوں کی دریافت کے بعد ایک شخص تکالیف کی بنا پر چاہے کتنے ہی پست معیار زندگی کا حامل ہو چکا ہو اس کو طبی ماہرین کے ذریعے ان تکالیف سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔

لیکن اگر جدید طریقہ علاج کو تکالیف کے ازالہ کے لیے استعمال کرنے کی بجائے یوتھینیزیا کو جائز قرار دے دیا جائے گا تو اس کا ایک نقصان یہ ہو گا کہ پھر طبی میدان میں مزید تحقیقات کے امکانات کم ہوتے چلے جائیں گے۔[70] جب لوگ اپنی زندگیوں کا خاتمہ خود ہی کرنے لگ جائیں گے تو پھر ایسے طریقہ علاج کی دریافت پر توجہ مرکوز

نہیں رہ پائے گی جس سے انسان ان بیماریوں اور تکلیفوں سے علاج کے ذریعے نجات حاصل کر سکے۔

5۔ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی

یوتھینیزیا کے مخالفین کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کسی انسان کی جان لینا چاہے وہ اس کی رضامندی سے ہو یا بغیر رضامندی کے انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ انسان کا بنیادی حق ہے کہ اس کی زندگی کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ جب کہ اس کی جان لے لینے سے اس کے اسی بنیادی حق کی نفی ہو جاتی ہے۔

جارج کیون (JeorgeKeown) جو ایک مشہور ماہر قانون اور ماہر اخلاقیات ہیں اپنی کتاب "*Euthanasia Examined. Ethical, Clinical and Legal Perspectives*" میں لکھتے ہیں:

> A right to have one's life taken on request would conflict with, and overturn, the principle of the criminal law in this as in every nation that human lifethat presents no threat to another is inviolable and that protection for all innocent life against predation is necessary.[71]

کسی انسان کے درخواست کرنے پر اسے اپنی زندگی کے خاتمہ کا اختیار دے دینا نہ صرف ہر لحاظ سے مجرمانہ قانون کے متنازع ہو گا بلکہ اس کے متضاد بھی ہو گا کیونکہ انسانی جان جو کہ کسی اور کے لیے خطرہ کا باعث نہیں وہ قابل دست درازی نہیں اور اس غارت گری سے تمام انسانی جانوں کا تحفظ ضروری ہے۔

6۔ شعبہ طب کی بے حرمتی

یوتھینیزیا کے جواز کے مخالفین کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر طبی ماہرین کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ ان کے شعبہ کی حرمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ طبی ماہرین کا یہ اخلاقی فرض ہے اور ان کے شعبہ کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کی زندگی بچائیں نہ کہ ان کو زندگی سے محروم کر دیں۔[72] لہذا یوتھینیزیا کے قانونی طور پر درست قرار دیئے جانے کی صورت میں جب وہ اس فعل میں شریک ہو جائیں گے اور لوگوں کو ان کی زندگی سے محروم کرنے لگ جائیں گے تو پھر یہ چیز ان کے شعبے کے خلاف ہو گی۔

المختصر یوتھینیزیا کے قانونی جواز کے مخالفین کے مطابق مصنوعی طریقہ سے زندگی کا خاتمہ انسانی زندگی کے تقدس کے خلاف ہے۔ کسی شخص کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دے۔ چاہے اس کی وجہ انسانی معیار زندگی کا پست ہونا ہو، دوسروں پر مکمل انحصار اور معذوری یا پھر لاعلاج بیماری۔ یہ طبی اخلاقیات کے خلاف ہے کہ طبی ماہرین انسانوں کی تکلیف کو دور کرنے اور ان کو زندگی بخشنے کی بجائے ان کو موت کی طرف لے جائیں یا پھر لے جانے میں مددگار ثابت ہوں۔ اسی طرح مہلک اور لاعلاج امراض میں مبتلا

انسانوں کو علاج سے محروم کر کے یا بنیادی ضروریات سے محروم کر کے مرنے کے لیے چھوڑ دینا بھی غلط ہے۔ یوتھینیزیا کا قانونی طور پر جائز ہو جانا کئی مسائل کو پیدا کر سکتا ہے۔ جن میں سرفہرست عمر رسیدہ اور بیمار افراد پر دباؤ کا پڑنا اور طبی ماہرین کا علاج کی بجائے زندگی کے خاتمہ کو ترجیح دینا شامل ہے۔

نتائج

یونانی اور رومی معاشروں کے برعکس جہاں قطع حیات بجذبہ رحم کو معیوب اور غلط نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی، قرون وسطیٰ میں یورپ میں اس کے خلاف آواز اٹھائی گئی اور کلیسائی قانون میں اس کی مذمت کی گئی سینٹ آگسٹائن وہ پہلے عیسائی مفکر تھے جنھوں نے باقاعدہ طور پر اس امر کی مخالفت کی۔ کلیسائی قانون کو رومی سلطنت میں جب رسوخ حاصل ہوا تو اس نے ریاستی سطح پر نافذ قانون میں خودکشی کے خلاف پابندیاں اور سزائیں نافذ کروائیں۔

یوتھینیزیا کے قائلین کے مطابق:

1. خواہشات کی تکمیل کے قابل نہ رہنا بے پناہ اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہونا، دوسروں کا محتاج ہو جانا یہ تمام عوامل انسان کی زندگی کے معیار کو منفی سطح پر لے جاتے ہیں۔ جو اسے اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکے۔
2. وہ لوگ جو دائمی اور لاعلاج امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ایسے افراد کی صحت کی بحالی، علاج اور زندگی کو برقرار رکھنے پر استعمال ہونے والے وسائل کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ لہذا ایسے افراد کو تکلیف سے نجات دلانے کے لیے یوتھینیزیا کے تحت ان کی زندگی کا مصنوعی طریقے سے خاتمہ کر دیا جائے۔
3. ان کے نزدیک انسان فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے اس کو اپنی زندگی کے تمام فیصلے لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔
4. اس کی زندگی کو تقدس حاصل ہے۔ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کو باعزت طریقے سے گزارے۔ لیکن وہ افراد جو کسی بیماری یا معذوری کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ وہ اپنی زندگی کے تقدس اور وقار کو برقرار رکھ پائیں تو ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیں۔

یوتھینیزیا کے مخالفین کے مطابق

1. زندگی کا معیار چاہے کتنا ہی ابتر کیوں نہ ہو جائے انسان کی حالت چاہے کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو زندگی کا تقدس ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔

2. انسان کو حالت مرگ یا زندگی کے اختتام پر جو تکالیف ملتی ہیں وہ اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے اس کا امتحان ہوتا ہے۔

3. جب طبی ماہرین وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے یوتھینیزیا کو سر انجام دینے لگیں گے تو پھر ان کو مریض سے اجازت کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوگی۔ اگر اخلاقی بنیادوں پر بھی اس کی اجازت دی جائے تو اس کا نتیجہ غیر اخلاقی کاموں کی صورت میں نکلے گا۔

4. موجودہ دور میں Palliative care or end of life care میں اس حد تک ترقی ہو چکی ہے تو انسان کو ادویات اور آلات کی بدولت تکلیف سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔

5. کسی انسان کی جان لینا چاہے وہ اس کی رضامندی سے ہو یا بغیر رضامندی کے انسانی حقوق کے خلاف ہے ۔کیونکہ یہ انسان کا بنیادی حق ہے کہ اس کی زندگی کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

سفارشات:

1. مغربی مفکرین کے ہاں پائی جانے والی یوتھینیزیا کے اخلاقی جواز کی بحث بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جس طرح اسے دنیا بھر میں پذیرائی مل رہی ہے اور انسانی آزادی اور خود مختاری کو ایک نیا مفہوم عطا کیا جا رہا ہے ضروری ہے کہ اس حوالے سے تحقیق کے بعد اس کے اثرات و نتائج کو واضح کیا جائے۔

2. یوتھینیزیا کے اخلاقی جواز کی تحریک کے پس پردہ عوامل کا تحقیقی جائزہ لیا جائے۔

3. قطع حیات بجذبہ رحم کے اخلاقی و معاشرتی اثرات کو جانچنے کے لیے تحقیق کی ضرورت ہے تا کہ اس تحقیق کے ذریعے اس عمل کے مثبت و منفی اثرات کو واضح طور پر سامنے لایا جا سکے گا۔

4. یوتھینیزیا کے بارے میں عوام میں آگاہی پیدا کی جائے۔ اس کے اخلاقی اور معاشرتی نقصانات کو سامنے رکھ کر اس حوالے سے موجود مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کو پیش کیا جائے۔

5. مذہبی تعلیمات کی روشنی میں یوتھینیزیا کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے اسی طرح طبی اخلاقیات کی روشنی میں بھی اس کے تحقیقی مطالعہ کو موضوع تحقیق بنایا جانا چاہیے۔

Bibliography:

Abdul Majeed, Hafiza Badar. "Al Qatal ul Rahīm wa Muwaqaf ul Shariʿat il Islamiya". *Mujallah Kulya til Darasāt il Islamiya wal Arabiyatah lil Bināt bil Zaqaqīq,* 10 volume 1(2020): 505-580

Almagor, Raphael Cohen.*The Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics, Medicine and Law*. USA: Rutgers University Press,2009.

Ali, SabyĪ, Sabit Farīd." Al –Qatal ur Rahīm bi nal Shariʿatil Islamiyata wal Qanōn ul Ważyī". Mujalah til Haqooq wal Alōm il Sīyasisa, 23 Volume 1(2015), 67-93

Amundsen, Darrell W.. *The Significance of Inaccurate History in Legal Considerations of Physician-AssistedSuicide.* ed: Robert F. Weir. Bloomington: IndianaUniversity Press, 1997
Augustine. *City of God,* 1:20 https://www.gutenberg.org/files/45304/45304-h/45304-h.htm, Accessed on: 27/3/2019,
Baird, R.. Rosenbaum, S..*Euthanasia: the Moral Issues.* New York: Prometheus Books, 2003.
Bauer Maglin, *Final acts. Death, Dying and the Choice We Make.* USA: Rutgers University Press, 2011.
Biography of Stephen Hawking, http://www.biography.com/biog-stephen-hawking-9331710, Accessed on:11/05/2018,
Boudreau, J. Donald. *Euthanasia and Assisted Suicide: A Physician's and Ethicist's Perspective,*
Battin, Margaret Pabst. *Ethical Issues in Suicide*. Englewood Cliffs, NJ: Prentice-Hall, 1995
Brody, B. *Suicide and Euthanasia: Historical and Contemporary Themes*. USA: Kulwer Academic Publishers, 1998.
Battin MP., *Ending life: Ethics and the Way We Die*. New York: Oxford University Press, 2005
Persistent Vegetative state, www.news.bbc.co.uk/2/hi/730973.stm, Accessed on: 9/5/2018,
Cavan, S.. *Euthanasia: The Debate Over the Right to Die*. New York: Rosen Publishing group, 2009
.
Cosic, M.. *The Right to die: An Examination of Euthanasia Debate*. Australia: New Holland Publishers,2001.
Collins Dictionary of Medicine. London: Robert M. Youngson, 2004.
Dovepress Journal: Medical and Bioethics, Accessed on: 17/05/2017,
D., Donnison. *Matters of Life and Death: Attitudes to Euthanasia.* Aldershot: Dartmouth Publishing, 1996.
Singer, Peter. *Practical Ethics*. Ibadan: Ben-el Books, 2001.
Dorland's Medical Dictionary for Health Consumers. USA: Elsevier, Inc., 2007.
Emanuel, Ezekiel J. *The History of Euthanasia Debates in the United States and Britain,* Annals of Internal Medicine 121, 10:783
Euthanasia. https://en.oxforddictionaries.com/definition/euthanasia. Accessed on: 12/6/2018
Feinberg, J. *In Defence of Moral Rights*. Oxford Journal of Legal Studies. UK: Oxford University Press, Vol.12. No.2. 1992.
Fischer Micciesi G..*Physicians Attitudes Towards end of Life Decisions*. Scotland: Soc. Sci. Med, 2005
Gale Encyclopedia of Medicine. New York: The Gale Group, Inc.,2011.
Grill, R.. *Euthanasia and the Churches*. London: Cassell Publishers, 1998.
http://www.treaties.un.org/pages/viewdetails.aspx, Accessed on:17/05/18,
https://www.Medicinenet.com/script/main/ art.asparticlekey:7365, Accessed on:12/6/2018
https://www.Merriam-Webster.com/ Dictionary/Euthanasia,Accessed on: 12/6/2018
Humphry, Derek. *Right to Die*. USA: Berkely Heights, 1996
International Covenant on Civil and Political Rights- UNTC,
J., Hardwig. *Is There a Duty to Die.* New York:Hasting Centre Report, 1997.
Jabir ul Shamri. "*Al Qatal ur Rahīm bīn ul Shariʿat I wal Qanōn*. Al-Riāẓ: Akbar Maktaba tul Arabiyah Hurrah, 2018.
Keown, J.. *Euthanasia Examined. Ethical, Clinical and Legal Perspectives*. UK: Cambridge University Press, 2006.
Khalid, Naʿmāna, Muhammad Ijāz. "Qatal e Tarham, Fiqhī Arā ka Tahqīqī Jaiza". *Al-ażwa,* 20 Volume 2 (2015), 241-254
Maglin, Bauer. *Final acts. Death, Dying and the Choice We Make.* USA: Rutgers University Press, 2011.
Universal Declaration of Human Rights, http://www.un.org.Universal-declaration-humanrights.html, Accessed on:15/5/2018,
McGraw-Hill Concise Dictionary of Modern Medicine. US :McGraw-Hill, 2005.
Manning, Michael. *Euthanasia and Physician-assisted Suicide: Killing or Caring?*. New York, NY: Paulist Press,1998.
Medical Dictionary for the Health Professions and Nursing. USA: Farlex Publishers, 2012.
Plucknett, Theodore F. T..*A Concise History of the Common Law*. Boston: Little, Brown and Company, 1956

Pojman, Louis. *Life and Death: Grappling with Moral Dilemma of Our Time*. Boston: Jones and Barlett, 1992.
Pips Project – THE STIGMA OF SUICIDE A History ،Error! Hyperlink reference not valid., Accessed on :12/04/2019,
Qāsmī, Mufti Muhammad Shamīm Akhtar. " Qata ʿa Hayāt ba Jazba Raham". *Fikr o Nazar*, 48 Volume 2 (2011), 93-152
Risān, Muhammad Abdul Fatlah. "Hukm Qatal ur Rahima Fī Shari ʿat il Islamiya". *Mujallah Kulya ti Shari ʿati wal Qanōn*, 13 Volume 2 (2016):380-421
RL, Marker. Euthanasia, Assisted Suicide &Healthcare Decision: Protecting Yourself and Your Family and Patient Right,Council.www://patientsrightscouncil.org/euthanasia-assisted , Accessed on12/05/2018,
Rosenbaum, R. Baird, S.. *Euthanasia: the Moral Issues*. New York: Prometheus Books, 2003.
Secret Congregation for the Doctrine of the Faith, 'Declaration on Euthanasia', , http://www.vatican.va/roman-curia/congregations/cfaith/document/rc-con-cfaith-doc-19800505-euthanasia-en.html,Accessed on:13/05/2018, at:2:45PM
Segen's Medical Dictionary. UK: Farlex Publishers, 2012.
Stoecker, Ralf. *Dignity and the Case in Favor of Assisted Suicide,* ed.Sebastian Muders. New York: Oxford University Press, 2018.
The American Heritage Medical Dictionary,UK:Houghton Mifflin, 2004.
Thomas, Bob. *A life worth living: The Euthanasia Debate*. Melbourne: Presbyterian Church of Victoria, 1999
Usmani, Khalīl Ashraf. *Qatal Bajazba Raham our Damaghi moat*. Karachi: Darūl Asha ʿat, 2017.

---

[1]: محمد عبد الفتلاح رسلان، "حکم قتل الرحمۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ"، **مجلۃ کلیۃ الشریعۃ والقانون**، 13 شمارہ 2(2016): 380-421
Muhammad Abdul Fatlah Risān, "Hukm Qatal ur Rahima Fī Shari ʿat il Islamiya", *Mujallah Kulya ti Shari ʿati wal Qanōn*, 13 Volume 2 (2016):380-421

[2]: حفیظہ بدر عبد المجید، "القتل الرحیم وموقف الشریعۃ الاسلامیۃ"، مجلۃ کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ والعربیۃ للبنات بالزقازیق، 10 شمارہ 1 (2020): 505-580
Hafiza Badar Abdul Majeed, "Al Qatal ul Rahīm wa Muwaqaf ul Shari ʿat il Islamiya*", Mujallah Kulya til Darasāt il Islamiya wal Arabiyatah lil Bināt bil Zaqaqīq,* 10 volume 1(2020): 505-580

[3]: جابر الشمری، **القتل الرحیم بین الشریعۃ والقانون**(الریاض: اکبر مکتبۃ عربیۃ حرۃ، 2018)
Jabir ul Shamri, "*Al Qatal ur Rahīm bīn ul Shari ʿat I wal Qanōn*(Al-Riāẓ: Akbar Maktaba tul Arabiyah Hurrah, 2018)

[4]: سابعی علی، صابت فرید، "القتل الرحیم بین الشریعۃ الاسلامیۃ والقانون الوضعی"، **مجلۃ الحقوق والعلوم السیاسیۃ**، 23 شمارہ 1 (2015) 67-93،
Saby ʿI Ali , Sabit Farīd," Al –Qatal ur Rahīm bi nal Shari ʿatil Islamiyata wal Qanōn ul Ważyī", Mujalah til Haqooq wal Alōm il Sīyasisa, 23 Volume 1(2015), 67-93

[5]: خلیل اشرف عثمانی، **قتل بجذبہ رحم اور دماغی موت**(کراچی: دارالاشاعت، 2017)
Khalīl Ashraf Usmani, *Qatal Bajazba Raham our Damaghi moat* (Karachi: Darūl Asha ʿat, 2017)

[6]: نعمانہ خالد، محمد اعجاز، قتل ترحم، فقہی آراء کا تحقیقی جائزہ، **الاضواء**، 30 شمارہ 2 (2015) 241-254
Na ʿmāna Khalid, Muhammad Ijāz, "Qatal e Tarham, Fiqhī Arā ka Tahqīqī Jaiza", *Al-ażwa,* 20 Volume 2 (2015), 241-254

[7]: مفتی محمد شمیم اختر قاسمی، "قطع حیات بہ جذبہ رحم"، **فکر و نظر**، 48 شمارہ 2، (2011)، 93-152
Mufti Muhammad Shamīm Akhtar Qāsmī, " Qata ʿa Hayāt ba Jazba Raham", *Fikr o Nazar,* 48 Volume 2 (2011), 93-152

[8] :Cohen Almagor, *The Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics. Medicine and Law* (USA: Rutgers University Press, 2009).

[9] :Rosenbaum Baird,, *Euthanasia: the Moral Issues (*New York: Prometheus Books, 2003)

[10] :Bauer Maglin, *Final acts. Death, Dying and the Choice We Make (*USA: Rutgers University Press, 2011)

[11] :J. Feinberg, "In Defence of Moral Rights", *Oxford Journal of Legal Studies,* 12Volume2 (1992) 138-172

[12] : *Medical Definition of Euthanasia*, https://www.Medicinenet.com/script/main/art.asparticlekey:7365, Accessed on:12/6/2018,

[13] : *Definition of Euthanasia*, https://www.Merriam-Webster.com/ Dictionary/Euthanasia,Accessed on: 12/6/2018,
[14]: *Euthanasia*,https://en.oxforddictionaries.com/definition/euthanasia, Accessed on: 12/6/2018
[15] : *Definition of Euthanasia*,**Error! Hyperlink reference not valid.** on:12/6 /2018
[16] :*The American Heritage Medical Dictionary*,(UK:Houghton Mifflin, 2004), 397-
[17]:*Dorland's Medical Dictionary for Health Consumers,(* USA: Elsevier, Inc., 2007), 458
[18]:*Gale Encyclopedia of Medicine*, (New York: The Gale Group, Inc.,2011), 2:139
[19] :Kant Patel, *Euthanasia and Physician-Assisted Suicide Policy in the Netherlands and Oregon, Journal of Health& Social Policy*, 8:38
[20] :Michael Manning, *Euthanasia and Physician-assisted Suicide: Killing or Caring?*, New York, NY: Paulist Press,1998), 6
[21] Ezekiel J. Emanuel, *The History of Euthanasia Debates in the United States and Britain*, Annals of Internal Medicine 121, 10:783
[22] : *Ibid*, p: 789
[23] :Ralf Stoecker, *Dignity and the Case in Favor of Assisted Suicide*, ed.Sebastian Muders , (New York: Oxford University Press, 2018),31.
[24]:اس قتل وغارت کا آغاز پہلی صدی عیسوی میں رومی بادشاہ نیرو(Nero: 37-68) کے جاری کردہ احکامات سے ہوا تھا۔
[25] :Darrell W. Amundsen, *The Significance of Inaccurate History in Legal Considerations of Physician-AssistedSuicide*, ed: Robert F. Weir, (Bloomington: IndianaUniversity Press, 1997),12.
[26] Margaret Pabst Battin, *Ethical Issues in Suicide* , (Englewood Cliffs, NJ: Prentice-Hall, 1995),29
[27] :Augustine of Hippo, *City of God*, 1:20 https://www.gutenberg.org/files/45304/45304-h/45304-h.htm, Accessed on: 27/3/2019,
[28]:Darrell W. Amundsen, *The Significance of Inaccurate History in Legal Considerations of Physician-AssistedSuicide*, 20
[29]:Darrell W. Amundsen, *The Significance of Inaccurate History in Legal Considerations of Physician-Assisted Suicide*, 25
[30]:Plucknett, Theodore F. T., *A Concise History of the Common Law*, (Boston: Little, Brown and Company, 1956),128
[31]:Plucknett, Theodore F. T.. *A Concise History of the Common Law*, 105
[32] : *Pips Project – THE STIGMA OF SUICIDE A History*،**Error! Hyperlink reference not valid.**, Accessed on :12/04/2019,
[33]:Plucknett Theodore F. T., *A Concise History of the Common Law*, 128
[34] : R. Baird, S. Rosenbaum, *Euthanasia: the Moral Issues*, New York: Prometheus Books, 2003, 138
[35] :Bob Thomas, *A life worth living: The Euthanasia Debate*, Melbourne: Presbyterian Church of Victoria, 1999, 27
[36] : Marker RL, Euthanasia, Assisted Suicide &Healthcare Decision: Protecting Yourself and Your Family and Patient Right,Council.www://patientsrightscouncil.org/euthanasia-assisted , Accessed on12/05/2018,
[37] : Donnison D, *Matters of Life and Death: Attitudes to Euthanasia, (*Aldershot: Dartmouth Publishing, 1996),47
[38] : Peter Singer, *Practical Ethics*, Ibadan: Ben-el Books, 2001, 186
[39] : Donnison D, *Matters of Life and Death: Attitudes to Euthanasia*, 49
[40] : Battin MP., *Ending life: Ethics and the Way We Die*, (New York: Oxford University Press, 2005),108
[41] : Peter Singer, *Practical Ethics*, 163
[42]: Persistent Vegetative state, www.news.bbc.co.uk/2/hi/730973.stm, Accessed on: 9/5/2018,
[43] : Bauer Maglin, *Final acts. Death, Dying and the Choice We Make*, (USA: Rutgers University Press, 2011),58
[44]: Universal Declaration of Human Rights, http://www.un.org.Universal-declaration-humanrights.html, Accessed on:15/5/2018,
[45]: International Covenant on Civil and Political Rights- UNTC, http://www.treaties.un.org/pages/viewdetails.aspx, Accessed on:17/05/18,
[46]:برطانوی مصنف اور جرنلسٹ ہیں اور جنھوں نے اپنی بیوی کی وفات کے بعد 1957 سے یو تھینیزیا کے جواز کے حق میں تحریک کا آغاز کیا۔
[47] : Derek Humphry, *Right to Die*, (USA: Berkely Heights, 1996),129

[48] : J Donald Boudreau, *Euthanasia and Assisted Suicide: A Physician's and Ethicist's Perspective*, Dovepress Journal: Medical and Bioethics, Accessed on: 17/05/2017,
[49] : Raphael Cohen Almagor, *The Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics, Medicine and Law*, (USA: Rutgers University Press,2009),74
[50] : *Ibid*, 76
[51] : Louis Pojman, *Life and Death: Grappling with Moral Dilemma of Our Time*, (Boston: Jones and Barlett, 1992),57
[52] : B. Brody, *Suicide and Euthanasia: Historical and Contemporary Themes*, (USA: Kulwer Academic Publishers, 1998),119
[53] : Hardwig J., *Is There a Duty to Die*, (New York:Hasting Centre Report, 1997),27
[54]:انگلینڈ سے تعلق رکھنے والے عالمی شہرت یافتہ ماہر طبعیات جو کہ ایسے جسمانی عارضے کا شکار تھے جس کی وجہ سے وہ جسمانی اعضاء کو حرکت نہیں دے سکتے تھے۔
[55] : Biography of Stephen Hawking, http://www.biography.com/biog-stephen-hawking-9331710, Accessed on:11/05/2018,
[56] : Cohen-Almagor, *The Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics, Medicine and Law*, 85
[57] : Bauer Maglin, *Final acts. Death, Dying and the Choice We Make*, 56
[58] : B. Brody, *Suicide and Euthanasia: Historical and Contemporary Themes*, 135
[59] : S. Cavan, *Euthanasia: The Debate Over the Right to Die*, (New York: Rosen Publishing group, 2009), 29
[60]:خدمت خلق کے لئے اپنی زندگی وقف کر دینے والی مسیحی راہبہ جن کا تعلق مقدونیہ سے تھا اور انھوں نے تقریبا60 سال کلکتہ میں فلاحی کاموں میں حصہ لیتی رہیں۔ان کی فلاحی خدمات کے صلے میں انھیں نوبل انعام سے بھی نوازا گیا۔
[61]: J. Chaliha, E. Le Joly, *The Joy in Loving*, 174
[62] :M. Cosic, *The Right to die: An Examination of Euthanasia Debate*, (Australia: New Holland Publishers,2001),136
[63] : R. Grill, *Euthanasia and the Churches*, (London: Cassell Publishers, 1998),49
[64] : Secret Congregation for the Doctrine of the Faith, 'Declaration on Euthanasia', , http://www.vatican.va/roman-curia/congregations/cfaith/document/rc-con-cfaith-doc-19800505-euthanasia-en.html,Accessed on:13/05/2018, at:2:45PM
[65] : J. Feinberg, *In Defence of Moral Rights*,Oxford Journal of Legal Studies, 12:149
[66] : Jonathan Glover, *Causing Death and Saving Life*, 45
[67] : S. Cavan, *Euthanasia: The Debate over the Right to Die*, 43
[68] : M. Cosic, *The Right to Die: An examination of Euthanasia Debate*, 146
[69] : B. Brody, *Suicide and Euthanasia: Historical and Contemporary Themes*, 129
[70] : J. Keown, *Euthanasia Examined. Ethical, Clinical and Legal Perspectives*, (UK: Cambridge University Press, 2006), 71
[71] : *Ibid*, 72
[72] : Micciesi G, Fischer S., *Physicians Attitudes Towards end of Life Decisions*, (Scotland: Soc. Sci. Med, 2005), 60